سوال

(370) شرعی حدود کے علاوہ خود کسی جرم کی سزا مقرر کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بعض مسلمانوں میں دستور ہے کہ اگر کسی سے کوئی گناہ یا کوئی کام مثلاً زنا چوری وغیرہ ہو تو اس مجرم سے جرمانہ وڈانڈ لگا کر روپیہ لیتے ہیں تو وہ روپیہ مسجد میں صرف کرنا یا جائے نماز وغیرہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جس طرح بعض جرائم میں منجانب شارع جسمانی سزا مقرر ہے اور بعض میں عرضی اسی طرح بعض بعض جرائم میں مالی سزا بھی آئی ہے لیکن ہر ایک جرم میں سزا دہندگان اسی سزا کے دینے کے مجاز ہیں جو اس جرم میں منجانب شارع معین و مقرر ہے اس میں تغیر و تبدیل کا اختیار نہیں ہے زنا اور چوری میں مالی سزا منجانب شارع ثابت نہیں ہے تو ایسے جرائم میں مالی سزا دینا ناجائز ہے اور جو جرمانہ وڈانڈا اس قسم کے جرائم میں برادری والے لیتے ہیں وہ مال حلال نہیں اس کو بلا رضا مندی مالک مال کے مسجد میں صرف کرنا یا جائے نماز وغیرہ بنانا جائز نہیں ہے۔ کتاب "ظفر اللاضی" (ص123) میں ہے۔

"قد شرع اللہ سبحانہ لعبادہ الشرائع وحد لھم الحدود وجعل لکل ذنب عقوبة' فالقاتل یقتل او یسلم الدیة ان لم تکمل شروط القصاص او کملت ورضی الورثة بالدیة والجانی یقتص منہ فیما یجب فیہ القصاص ویسلم الارش فی الجنایة التی لا قصاص فیھا والزانی والسارق والقاذف والسکران قد جاءت الشریعة بعقوبات مقدرة فی کل واحد منھم وتارک ارکان الاسلام او بعضھا اذا اصر علی الترک ولم یتب وجب قتلہ بحسب الطاقة وھکذا جاءت الشریعة المطھرة بما یلزم کل من فعل محرما او ترک واجبا ولم یات فی شیئ من ھذہ الامور الشرعیة التادیب بالمال وان ورد شیئ من ذلک فی الشریعة کضعیف الغرامة فی بعض المسائل واخذ شطر مال من لم یسلم الزکاة واخذ ثیاب من یقطع اشجار حرم المدینة ونحو ذلک فھو مقصور علی محلہ لا تجوز مجاوزتہ الی غیرہ لان الاصل الاصیل المعلوم بالضرورة الدینیة ھو تحریم مال المسلم وعصمتہ وعدم تسویغہ الا بطیبة من نفسہ وان تلک المواضع التی ورد فیھا التادیب بالمال کالمخصصة لھذا العموم فیقتصر علیھا ولا یجوز مجاوزتھا الی غیرھا وانہ لا یجوز ذلک فی ھذہ المواضع التی وردت الا الائمة المسلمین المتبحرین فی معرفة احکام الدین ولا یجوز لافرادھم کائنا من کان"

(اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے شرائع مقرر کیے ہیں ان کے لیے حدود کا تعین کیا ہے اور ہر گناہ کی سزا متعین فرمائی ہے چنانچہ قاتل کی سزا یہ ہے کہ اسے (قصاصاً) قتل کیا جائے گا یا اگر قصاص کی شرائط مکمل نہ ہو یا شرائط تو مکمل ہوں لیکن وارث دیت لینے پر رضا مند ہو جائیں تو وہ (قاتل) دیت ادا کرے گا مجرم کے اس جرم کے بدلے اس سے قصاص لیا جائے گا جس جرم میں قصاص واجب ہوتا ہے اور جس جرم میں قصاص واجب نہیں ہوتا تو وہ دیت ادا کرے گا۔ زانی چور (زناکی) تہمت لگانے والا اور نشہ کرنے والا ان میں سے ہر ایک کے لیے شریعت میں سزا مقرر ہے اسلام کے تمام یا بعض ارکان چھوڑنے والا جب ان کے ترک پر اصرار کرے اور توبہ نہ کرے تو حسب طاقت اس کا قتل واجب ہو جا

تا ہے اسی طرح ہر وہ شخص جس نے کسی حرام کام کا ارتکاب کیا یا کسی واجب کو ترک کر دیا شریعت مطہرہ میں ان سے متعلق وضاحت موجود ہے ان شرعی امور میں سے کسی کے بارے میں مال کے ساتھ سزا دینے کا ذکر نہیں ہوا۔ اگر شریعت میں اس قسم کی کوئی سزا مقرر ہوتی ہے جیسے بعض مسائل میں تاوان کا بڑھ جانا زکات ادا نہ کرنے والے کا نصف مال چھین لینا اور حرم مدینہ کے درخت کاٹنے والے کے کپڑے چھین لینا وغیرہ تو یہ صرف اپنے محل پر مقصود ہے اس کے غیر کی طرف ان کا تجاوز جائز نہیں ہے کیوں کہ ضرورت دینیہ سے جو قطعاً معلوم ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان کے مال (اپنے لیے) حرام سمجھنا اس کی حفاظت کرنا اور اس کی اجازت و رضا کے بغیر اپنے لیے حلال نہ جاننا یقیناً وہ جگہیں جن میں مال کے ساتھ سزا دینے کا ذکر ہوا ہے وہ اس عموم کو خاص کرنے کی طرح ہوں گی لہٰذا اس سزا کو صرف انہی جگہوں میں مقصود رکھا جائے گا ان کے علاوہ کسی جگہ ان کا طلاق جائز نہ ہو گا ان جگہوں میں بھی جن میں مالی سزا کا ذکر ہوا ہے ان سزاؤں کا اطلاق کرنا صرف ان آئمہ مسلمین کے لیے جائز ہے جو احکام دین میں پوری مہارت رکھتے ہیں امت کے افراد کے لیے چاہے وہ کوئی بھی ہو ایسا کرنا جائز نہیں ہے)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الحدود، صفحہ: 580

محدث فتویٰ